رسائل و مسائل

حجامت، ربوا، غیر مسلم کا خون بہا

جناب ملک غلام علی صاحب

سوال:۔ مشکوٰۃ جلد دوم کے مطالعہ کے دوران مختلف احادیث کے سلسلہ میں کچھ سوالات ذہن میں اُٹھ رہے ہیں اُمید ہے کہ ان کا جواب دے کر مطمئن فرمائیں گے۔

۱۔ باب الکسب و طلب الحلال (کتاب البیوع) میں حدیث ہے کہ حضرت رافع بن خدیج کہتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کُتے کی قیمت ناپاک ہے، زناکار عورت کی اُجرت حرام ہے۔ اور سینگی کھینچنے والے کی اُجرت ناپاک ہے۔ "الحجام" کا ترجمہ سینگی کھینچنے والا کیا ہے۔ اس سے کیا مُراد ہے؟ آیا جو لوگ دوسروں کے بال بناتے ہیں اسے حجامت کرنا کہتے ہیں، اُن کی اُجرت حرام ہے یا کوئی اور بات ہے۔

۲۔ باب الربوا کی حدیث ہے کہ "عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لشکر کا سامان درست کرنے کا حکم دیا اور جب اُونٹوں کی کمی واقع ہوئی تو فرمایا صدقہ کے اُونٹوں کے بدلے اُدھار لے لو۔ چنانچہ عبداللہ نے ایک اُونٹ کو دو اُونٹوں کے بدلے صدقہ کے اونٹ آجانے کے وعدے پر خرید لیا"۔ تو کیا یہ فعل سود سے مشابہ نہیں ہے۔ سُود میں بھی جنس واپسی ہوتی ہے تو بڑھا کر دی جاتی ہے۔ کیا سُود صرف روپے اور اجناس کے معاملے میں ہوتا ہے۔ دیگر معاملے میں نہیں ہوتا۔

۳۔ باب الدیات کی دوسری فصل میں ابوداؤد کی روایت کردہ طویل حدیث کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ "کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔ اور کافر کے قتل کا خون بہا مسلمان کے خون بہا کے نصف ہے"۔

اسلام کا اصول تو یہ ہے کہ خون کا بدلہ خون لیکن یہاں تو صریحاً نا انصافی کی جارہی ہے۔ ایک تو قصاص نہ دینے کے لیے کہا گیا اور دوسرے دیت بھی نصف "۔ آخر کیوں جبکہ کافر بھی انسان ہوتے ہیں۔ قصاص اور دیت تو انسانی جان کا بدلہ اور معاوضہ ہے۔ کسی مسلمان یا غیر مسلم کا نہیں۔

جواب:۔ آپ کے سوالات کے مختصر جوابات درج ذیل ہیں۔

۱۔ کتاب البیوع، مشکوٰۃ میں جہاں حجام کا لفظ حدیث میں آیا ہے، اس کا ترجمہ سنگی کھینچنے والا درست کیا گیا ہے۔ حجام کا لفظ آج کل تو نائی (باربر) کے لیے مستعمل ہے، لیکن عربی قدیم اور لغتِ حدیث میں حجامت سے مراد ایک خاص پیشہ وارانہ عمل تھا۔ جس میں سینگی کے ذریعے حجام جسم کے کسی فاسد مواد یا خون کو خارج کر دیتا تھا۔ اس عمل کو حجامت کا پیشہ کہا جاتا تھا۔ اور پیشہ ور کو حجام کا نام دیا جاتا تھا۔ یہ لوگ خط بناتے، بال تراشنے کا کام بھی کر لیتے تھے۔ اس فعل کے لطور اختیار کرنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے کیونکہ بعض روایات سے اس کے جواز کا بھی استدلال کیا گیا ہے۔ لیکن یہ پیشہ چونکہ اب معدوم ہو چکا ہے، اس لیے اس پر زیادہ بحث غیر ضروری ہے۔ بہر کیف اس کا اطلاق موجودہ حجامت کے پیشے پر نہیں ہوتا۔

۲۔ آپ نے جس حدیث کو باب الربوا میں پڑھ کر اپنا اشکال پیش کیا ہے، میں ترجمان القرآن اگست ۱۹۶۳ء، جلد ۶۰ عدد ۵ کے رسائل و مسائل میں اس پر "جوازِ سود" کے حق میں ایک روایت سے غلط استدلال" کے زیرِ عنوان بحث کر چکا ہوں، پورے جواب کو دوبارہ دہرانا اور نقل کرنا مشکل ہے۔ اگر آپ کو ترجمان دستیاب نہ ہو، تو پھر مجبوراً وہ جواب آپ کو نقل کرا کے ارسال کر دوں گا۔ اس حدیث سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی بصراحت اجازت دی تھی کہ ایک اونٹ کے بدلے دو اونٹ دیئے جائیں گے یا آپ کے علم میں یہ بات آئی اور آپ نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔ اس کے بالمقابل حضرت سمرہ بن جندب کی حدیث موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ جانور کے بدلے جانور ادھار بیچا جائے۔ اس میں دو جانوروں کا بھی ذکر نہیں بلکہ نہی عن بیع الحیوان بالحیوان نَسِیْئَۃً کے الفاظ وارد ہیں۔

۳۔ سنن ابن داؤد باب الدیات کے حوالے سے آپ نے جس حدیث کا ذکر (باقی بہ صفحہ ۵۶)